مولانا محمد حسن جان ۔ دارالعلوم اکبر مردان

حضرت مولانا رحمان الدینؒ نقشبندی

اس فقیر کے تمام اساتذہ کرام اور مشائخ رشد و ہدایت اپنی تعلیم و تربیت اور علمی و عملی زندگی کے اعتبار سے ممتاز حیثیت کے مالک رہے ہیں۔ مگر ہر ایک کی شان بھی الگ رہی اور ہر پھول کی خوشبو دوسرے سے مختلف رہی ہے ؎

الٰہی کیسی کیسی صورتیں تو نے بنائی ہیں
کہ ہر ایک دست بوسی کیا قدم بوسی کے قابل ہے

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پہ
ان ہی کے اتقاء پہ ناز کرتی ہے مسلمانی
انہی کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے
انہی کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی
رہیں دنیا میں اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہو
پھریں دریا میں اور ہر گز نہ کپڑوں کو لگے پانی
اگر خلوت میں بیٹھے ہوں تو جلوت کا مزا آئے
اور آئیں اپنی جلوت میں تو ساکت ہو سخن دانی

میرے ان بزرگوں اور مشائخ کرام میں جن سے میرا واسطہ زیادہ پڑا اور جن کی صحبت سے زیادہ فیضیاب ہو جانے کی سعادت سے سرفراز ہوا وہ میرا تایا اور خسر استاذ مکرم بلکہ میرے والد بزرگوار کا بھی استاذ اور مربی۔ وہ حضرت مولانا الحاج ابوالفضل رحمان الدین نقشبندیؒ ہیں جن کا وصال بروز جمعۃ المبارک ساڑھے نو بجے صبح مورخہ ۲۳ جمادی الثانیہ ۱۴۰۰ھ مطابق ۹ مئی ۱۹۸۰ء ہوا اور اسی دن پانچ بجے عصر کو اپنی آخری آرامگاہ میں خلوت نشین ہو گئے ۔ فنور اللہ تعالیٰ قبرہ وافاض علیہ شآبیب رحمۃ وغفرانہ وادخلہ فرادیس جنانہ ۔

ابتدائی زندگی اور تعلیم | مرحوم ۱۸۹۲ء میں اپنے گاؤں پڑانگ چارسدہ میں ایک علمی مذہبی خاندان میں پیدا ہوئے جن کا سلسلۂ نسب عرب اور خصوصاً قریشی خاندان سے جاکر ملتا ہے۔ سلسلۂ نسب یہ ہے؛

حضرت مولانا رحمان الدین ولد حضرت مولانا الحاج حافظ جمال الدین ولد حضرت مولانا حافظ خیر الدین ولد حضرت مولانا بختیار احمد ولد حضرت مولانا الحاج محمد حسن قریشی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

ابتدائی تعلیم | ناظرۂ قرآن وغیرہ اپنے والد محترم حضرت مولانا الحاج جمال الدین المتوفی ۱۱ر ذوالقعدہ ۱۳۶۰ھ سے حاصل کرلی، گورنمنٹ پرائمری سکول پڑانگ سے پرائمری کے امتحان میں وظیفہ کے مستحق قرار دئے گئے۔ پھر گورنمنٹ مڈل سکول چارسدہ سے ۱۹۱۲ء میں پہلی پوزیشن میں مڈل پاس کرگئے۔ ایک سال تک گورنمنٹ سکول پڑانگ میں پڑھاتے رہے، پھر عم محترم حضرت مولانا فضل الدین مرحوم اور اپنے والد بزرگوار کی خواہش پر دینی علوم کی تحصیل میں مشغول ہوگئے اور ملازمت چھوڑ گئے۔ ابتدائی دینی کتابیں حضرت مولانا عبدالحق صاحب المعروف بصاحب حق صاحب پڑانگ چارسدہ سے شروع کی، صاحب حق صاحب موصوف حضرت شیخ الہند محمود الحسن دیوبندیؒ کے پہلے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔ چنانچہ عم محترم نے ان سے علم صرف ونحو، فقہ اصولِ فقہ، میراث پڑھی ہیں، صاحب حق صاحب موصوف کے علاوہ ان کے علمی خاندان کے دوسرے بزرگوں سے بھی استفادہ کرچکا ہے، اور وہ ہیں حضرت مولانا حکیم عبدالجلیل آف پڑانگ اور حضرت مولانا حکیم فیض الحکم صاحب فاضلِ دیوبند بعض علوم اور خصوصاً نظم وغیرہ موضع ابراہیم زئی تحصیل چارسدہ میں، مولانا مہمند صاحب اور مولانا قاضی آباد صاحب سے پڑھ چکے ہیں۔ منطق، فلسفہ اور علوم ریاضی کو میرے نانا بزرگوار حضرت مولانا سید علی صاحب مرحوم المتوفی ۱۳۵۶ھ سے پڑھ چکے ہیں ان فنون کی بعض کتابوں میں مولانا علی احمد صاحب آف پڑانگ اور کوہستان میاں صاحب سے بھی استفادہ کرتے رہے ہیں۔

مدرسہ بابو صاحب واقع نوشہرہ کلاں میں حضرت مولانا میاں سید حسن صاحب مرحوم ساکن ڈھیری سے تفسیر اور اصول تفسیر پڑھ چکے ہیں۔ دار العلوم گنج پشاور شہر میں مولانا حکیم میاں صاحب کاکاخیل مرحوم اور مولانا میر عالم افغانی اور مولانا حکیم عبدالعزیز نوشہروی اور مولانا عبدالرحیم پوپلزئی اور مولانا محمد شاہ کوٹھی صوابی فیضیاب ہوتے رہے ہیں۔ اور پھر دار العلوم گنج پشاور شہر ہی میں حضرت مولانا الحاج شیخ الحدیث فضل ربانی متھروی پشاوری سے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر فارغ التحصیل ہوگئے۔ دار العلوم گنج میں اس وقت کے اکابرین وقت اور اساطین علم وفضیلت کے مبارک ہاتھوں سے آپ کی دستار بندی ہوگئی اور پھر دوبارہ گھر پر اپنے اساتذہ کرام اور علاقے کے چیدہ علماء کرام کے ایک بڑے اجتماع میں دستار بندی کی تقریب منعقد ہوگئی۔ اور اس وقت سے اپنی مسجد میں مسند درس وارشاد پر جلوہ افروز ہوئے

تصوف اور طریقت | ابتدائی زندگی اور تعلیم سے تصوّف اور خصوصاً نقشبندی احراری طریق تصوف سے لگاؤ اور شغف رہا، چنانچہ اپنے بزرگوں کے مشورہ اور استخارہ کے بعد اس وقت کے قطب ارشاد حضرت مولانا عبدالرحمٰن مرحوم المتوفی ۱۳۶۰ھ موضع بہادر کلی، پشاور سے شوال ۱۳۵۱ھ میں بعد از نماز جمعہ بیعت ہوگئے اور سلسلۂ نقشبندیہ کے جملہ اوراد اور وظائف و مراقبات اور سلوک کے مراحل طے کرنے کے بعد اپنے مرشد کیطرف سے مجاز بیعت ہوکر خلافت سے سرفراز ہوگئے۔

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب مرحوم، خانیوال سے بطور تجدید بیعت اور اشتراک طریقت بیعت کر چکے ہیں۔ فراغت علوم اور مجاز طریقت ہوجانے کے بعد ہمہ اوقات تا آخری لمحات درس و تدریس اور بیعت و ارشاد اور مطالعہ کتب میں مصروف عمل رہیں۔ کافی تعداد میں ان کے شاگرد مرید اور مجاز بیعت ہیں جن میں بعض ان سے پہلے وفات پا چکے ہیں۔

عادات اور خصائل | مطالعہ نہایت تحقیقی کیا کرتے تھے، کوئی بات بھی بلا دلیل یا مذہب و مسلک کے خلاف نہیں مانتے تھے، ہماری ہر کتاب پر ان کے اپنے حاشیے ہیں اور چونکہ تمام فنون کی تدریس کرتے رہے اس لئے ہر فن کی کتاب پر ان کی تحریرات ثبت ہیں۔ اور ہر فن میں مہارت اور دسترس کے مالک تھے، خط نہایت باریک اور خوشخط۔ دیوان مثنوی اور دیوان حافظ کے اشعار ازبر تھے۔ قرآن شریف اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، سننے پر زار و قطار روتے تھے، خود نمازوں میں تلاوت کے ساتھ اکثر روتے اور کانپتے تھے۔ قبض و بسط کی حالتیں جلد طاری ہوجاتی تھیں۔ خلوت میں اکثر یہ مصرعہ پڑھتے ہوئے سنا گیا ہے ؏

بادشاہا جرم مارا در گذار ماگنہگاریم تو آموز گار

اور وظیفے کے دوران یہ جملہ زبان پر جاری ہوجاتا تھا۔

"الٰہی مقصود من توئی و رضائے تو"

تصنیفات اور تالیفات | عم محترم کی بعض اہم تصنیفات کے نام یہ ہیں، جن میں بعض زیور طبع سے آراستہ ہوچکی ہیں اور بعض ہنوز تشنۂ طباعت ہیں۔ ۱۔ سراج الاحسان لقاری القرآن ۔ ۲۔ امرار المشحذ الصارم علی حلقوم مستخفف العالم ۔ ۳۔ القاء الحق فی رد نعرۃ الحق ۔ ۴ تحقیق مسئلۃ الدعاء ۵۔ انکار الجماعۃ الثانیۃ فی مسجد المحلۃ دائما ۔ ۶۔ حل مشکلات التصوف ۔ ۷۔ حکم امامۃ الفاسق والعاق ۔ ۸۔ تحقیق بعض عبارات الصوفیۃ الکرام ۔ ۹۔ الدین النصیحۃ ۱۰۔ المیلاد الکبیر ۔ ۱۱۔ جمع المواعظ الحسنۃ ۔ ۱۲۔ ہدایۃ الطب ۔ ۱۳۔ ازالۃ فساد النظاریۃ عن کلمات اللہ الصنادیۃ ۱۴ جمع المجربات فی المعالجات ۔ وغیرہ